حمادین

جناب محمد نعیم صاحب ندوی صدیقی ایم اے۔ رفیق دارالمصنفین اعظم گڈھ

کتب سیر و طبقات، تذکرہ و تراجم اور حدیث و انساب میں "حمادین" کا ذکر اکثر اور بار بار آتا ہے۔ اہل علم تو خیر اس کی حقیقت سے باخبر ہیں لیکن ناواقف لوگ حمادین کو یا تو ایک ہی شخصیت تصور کرتے ہیں یا پھر سرے سے وہ اس کے مفہوم کے بارے ہی میں الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ دراصل دوسری صدی ہجری کے اواخر کے دو ممتاز حفاظ حدیث حماد بن زید اور حماد بن سلمہ کے ناموں کا مخفف تثنیہ ہے۔ یہ دونوں بزرگ نہ صرف عہد اور نام ہی میں اشتراک رکھتے ہیں بلکہ علم و فضل میں بھی یکساں بلند پایہ ہیں۔ اتباع تابعین میں ان کی نظیر خال خال ہی ملتی ہے۔

حماد بن زید حصول علم کے بعد دولت بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود انھوں نے حدیث و فقہ اور تثبت و اتقان میں وہ مقام پیدا کیا کہ کبار ائمہ حدیث بھی ان کے حلقہ تلمذ میں داخل ہونے کو مایہ صد افتخار تصور کرتے تھے۔ حماد بن سلمہ کا خاص تمغۂ امتیاز زہد و اتقا اور تدوین حدیث ہے بقول حافظ ذہبی "ان کا شمار سعید بن عروبہ کے ساتھ تصنیف و تالیف میں تقدم و اولیت رکھنے والوں میں ہوتا ہے[1]۔" اگرچہ ابن سلمہ کی کسی مدون تصنیف کا بالفعل وجود ثابت نہیں۔ لیکن امام احمد کے فرزند عبداللہ نیز ابن عماد حنبلی اور حافظ ابن حجر کی اتنی شہادتیں بہرحال موجود ہیں کہ حماد بن سلمہ نے اول اول جمع و تدوین کا کام کیا[2]۔ ذیل میں تاریخ علم و فن کی ان

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۲ [2] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۵ و شذرات الذہب۔ ج ۱ ص ۲۶۲

دونوں لائق فخر اور زندہ جاوید ہستیوں کے حالات و کمالات کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

حماد بن زید

نام و نسب: حماد نام اور ابو اسماعیل کنیت تھی۔ والد کا نام زید تھا[1]۔ جریر بن حازم کے خاندان کے غلام تھے۔ ان کے دادا درہم سجستان کی جنگ میں گرفتار کر کے غلام بنا لیے گئے تھے[2]۔

ولادت: ان کی ولادت اپنے وطن بصرہ میں ۹۸ھ میں ہوئی۔

شیوخ: حماد بن زید نے جن علمی سرچشموں سے استفادہ کیا ان میں سے چند ممتاز اسمائے گرامی یہ ہیں۔

انس بن سیرین، ابو عمران الجونی[3]، ثابت البنانی، عبدالعزیز بن صہیب، عاصم الاحول، محمد بن زیاد القرشی، سلمہ بن دینار، صالح بن کیسان، عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن عمر[4]۔

تلامذہ: حماد بن زید کے منبع فیض سے جو تشنگان علم سیراب ہوئے ان میں جلیل القدر اتباع تابعین کی بھی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ کچھ ممتاز نام درج ذیل ہیں۔

عبدالرحمن بن مہدی، علی بن المدینی[5]، عبداللہ بن مبارک، ابن وہب، یحییٰ بن سعید القطان، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، مسلم بن ابراہیم، مدد، سلیمان بن حرب، عمرو بن عوف، ابو الاشعث، احمد بن المقدام[6]۔

علم و فضل: حماد بن زید کو مشہور تابعی ایوب سختیانی کی خدمت میں بیس سال تک رہنے کی سعادت

---

[1] العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۲۷۴۔ [2] تذکرۃ الحفاظ: ج ۱ ص ۲۰۶ [3] العبر ج ۱ ص ۲۷۴

[4] تہذیب: ج ۳ ص ۹ [5] تذکرہ: ج ۱ ص ۲۰۶

[6] تہذیب التہذیب: ج ۳ ص ۹۔

نصیب ہوئی تھی۔ جیسا کہ خود بیان فرماتے ہیں

جالست ایوب عشرین سنة[1] مجھے ایوب سختیانی کا شرف صحبت بیس سال تک حاصل رہا۔

یحییٰ کہتے ہیں کہ اس طویل مدت میں سوائے حماد کے ایوب سختیانی کا کوئی اور شاگرد حدیثوں کی کتابت نہیں کرتا تھا۔ ابن خیثمہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا "کیا حماد لکھنا بھی جانتے تھے؟" فرمایا

انا رأیته واتیته یوم مطر فی أبیته یکتب ثم ینفخ فیه لیجفه[2] ایک مرتبہ بارش کے دن میں حماد کے پاس آیا تو میں نے خود دیکھا کہ وہ ــ لکھے جاتے تھے اور پھر پھونک مار کر اس کو خشک کرتے تھے ۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلقی نابینا نہیں تھے۔ بلکہ ان کی بینائی ایک عمر کے بعد جاتی رہی تھی۔ مگر انھوں نے اپنی نابینائی کا اثر اپنے علم و فضل پر نہیں ہونے دیا۔ بعض لوگ ان کی نابینائی کی وجہ سے ان کے حفظ و ثقاہت پر کلام کرتے ہیں۔ مگر حافظ ذہبی جیسے مستند محقق نے انہیں "الامام الحافظ المجود شیخ العراق" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے[3]۔ علامہ نووی لکھتے ہیں: "وہ امام عالی مقام ہیں جن کی جلالت شان اور بلندی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے[4]۔ علامہ ابن سعد فرماتے ہیں "حماد ثقہ، قابل اعتماد، برہان حق اور کثیر الحدیث ہیں[5]"

ائمہ کا اعتراف تمام معاصر ائمہ حدیث نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ مشہور ماہر جرح و تعدیل عبدالرحمن بن مہدی کا بیان ہے کہ اپنے اپنے زمانے کے ائمہ چار ہیں۔ کوفہ میں ثوری، حجاز میں مالک،

---

[1] تہذیب الاسماء واللغات، ج ا ص ۱۶۷ [2] ابن حجر، تہذیب: ج ۳ ص ۱۱

[3] تذکرۃ الحفاظ: ج ا ص ۲۰۶ [4] تہذیب الاسماء واللغات، ج ا ص ۱۶۷

[5] تہذیب التہذیب: ج ۳ ص ۱۰

شام میں اوزاعی۔ اور بصرہ میں حماد بن زید[۱] یحییٰ ابن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے حماد سے زیادہ حافظ روایات کسی کو نہیں دیکھا[۲]۔ قطر بن حماد بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے اہل بصرہ میں صرف حماد بن زید کو دریافت کیا[۳]۔ ابن معین کا قول ہے کہ "اتقان فی الحدیث میں حماد بن زید کے مرتبہ کا کوئی نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل ان کا ذکر بہت ہی عظمت اور عزت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے چنانچہ امام موصوف ہی کے الفاظ ہیں کہ

ھو من ائمۃ المسلمین من اہل الدین ھو احب الی من حماد بن سلمہ[۴]	وہ مسلمانوں کے امام اور بڑے دیندار ہیں اور وہ مجھے حماد بن سلمہ سے بھی زیادہ پسند اور محبوب ہیں۔

ابن مہدی کا ایک دوسرا قول ہے کہ میں نے حماد سے بڑا عالم سنت کسی کو نہیں دیکھا اور نہ علم میں حماد، مالک اور سفیان سے افضل و اعلیٰ کسی کو پایا۔ ایک روایت میں ابن مہدی کے الفاظ اس طرح نقل کیے گئے ہیں کہ میں نے حماد سے بڑا کوئی عالم دیکھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ سفیان اور مالک کو بھی حماد سے بڑا عالم نہیں پایا۔

ابو عاصم بیان کرتے ہیں کہ حماد بن زید کی حیات میں ان کی سیرت و اخلاق کے لحاظ سے دنیا میں ان کا کوئی مثل موجود نہیں تھا[۵]۔ یزید بن زریع انہیں سید المرسلین کہہ کر پکارتے تھے[۶]۔ محمد بن مصطفیٰ کا بیان ہے کہ انھوں نے بقیہ کو کہتے سنا

ما رأیت بالعراق مثل حماد بن زید[۷]	میں نے عراق میں حماد بن زید جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

---

[۱] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۰ [۲] العبر ج ۱ ص ۲۷۴ [۳] تہذیب ج ۳ ص ۱۰
[۴] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۶ [۵] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۰ [۶] ایضاً [۷] ایضاً

وکیع بن الجراح کہتے تھے کہ ہم لوگ علم وفضل میں حماد کو مسعر بن کدام سے تشبیہ دیا کرتے تھے[1] عبداللہ بن معاویہ کہتے ہیں کہ ہم نے حماد بن زید سے بھی حدیثیں سنی ہیں اور حماد بن سلمہ سے بھی لیکن دونوں میں وہی فرق ہے جو دینار اور درہم میں ہوتا ہے[2]

حفظ وضبط | قوت حافظہ کے لحاظ سے حماد بن زید معاصر ائمہ وعلماء میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے۔ عجلی کہتے ہیں کہ حماد بن زید کو چار ہزار حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ اور ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی[3] ابن عیینہ کا بیان ہے کہ سفیان ثوری کو اکثر میں نے ان کے سامنے دوزانو بیٹھے دیکھا ہے[4]

احتیاط | باایں ہمہ علم وفضل حماد بن زید روایت حدیث میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ حماد بن زید، حماد بن سلمہ اور دوسرے بہت سے ائمہ ثقات سے زیادہ قابل وثوق ہیں۔ مگر ان میں کمزوری یہ تھی کہ وہ اسانید کو مختصر کردیتے تھے۔ اور کبھی مرفوع کو موقوف بنا دیتے تھے۔ وہ غایت احتیاط کی بنا پر بڑے شکی ہوگئے تھے۔ بڑے عظیم المرتبت تھے۔ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی جس کی طرف وہ رجوع کرسکتے۔ اس وجہ سے کہیں سلسلہ اسناد کو آگے بڑھا کر حدیث کو مرفوع کردیتے تھے۔ اور کبھی مرفوع حدیث بیان کرتے وقت بھی خوف سے لرزاں رہتے تھے[5]

فقہ | حماد بن زید حدیث کے ساتھ فقہ میں بھی بلند وممتاز مقام رکھتے تھے۔ ابواسامہ کہا کرتے تھے۔

كنت اذا رأيت حماد بن زيد قلت ادبه كسرى وفقهه عمر رضي الله عنه[6]

تم جب حماد کو دیکھو گے تو کہو گے کہ ان کو کسریٰ نے ادب اور حضرت عمرؓ نے فقہ سکھایا ہے۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷ [2] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۱ [3] تذکرۃ ج ۱ ص ۲۰۷
[4] تذکرۃ ج ۱ ص ۲۰۷ [5] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۱
[6] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷

ابن مہدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں حماد بن زید سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا[۵]
فہم و دانشمندی دنیوی امور میں بہت سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ خالد بن خراش کا بیان ہے کہ حماد بن زید عقلائے روزگار اور دانشوران زمن میں سے تھے[۶] ابن الطباع کا قول ہے کہ میں نے حماد بن زید سے بڑا عقلمند کوئی نہیں دیکھا[۷]
وفات ۱۰ رمضان ۱۷۹ھ میں بصرہ میں علم و فضل کی یہ شمع فروزاں گل ہو گئی[۸]

حماد بن سلمہ

نام و نسب حماد نام اور ابوسلمہ کنیت تھی۔ یہ بنو تمیم کے غلام تھے[۹]
تحصیل علم یہ تو پتہ نہیں چلتا کہ ان کی ابتدائی تعلیم کہاں شروع ہوئی۔ مگر اس وقت بصرہ دینی علوم کا ایک اہم مرکز شمار کیا جاتا تھا۔ وہاں علوم دینیہ کے علاوہ ادب و لغت اور نحو و صرف کا بھی عام چرچا تھا۔ اس لیے اغلب ہے کہ حماد نے بھی عام رواج کے مطابق ان تمام علوم میں ضرور کمال حاصل کیا ہوگا چنانچہ ابن عماد الحنبلی رقمطراز ہیں۔

كان فصيحا مفوها اماما في العربية[۱۰] وہ فصیح، بولنے والے اور عربیت کے امام تھے۔

امام ذہبی نے دوسرے القاب کے ساتھ "النحوی" بھی لکھا ہے[۱۱]
شیوخ ان کے اساتذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ جس میں بے شمار ممتاز تابعین بھی شامل ہیں چند تابعین کے اسمائے گرامی شمار کرانے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔
وخلق كثير من التابعين فمن بعدهم[۱۲] ان کے علاوہ تابعین کے ایک کثیر گروہ سے انہوں

---

[۱] تہذیب ابن حجر ج ۳ ص ۱۰ [۲] تذکرہ ذہبی ج ۱ ص ۲۰۶ [۳] ایضاً [۴] العبر ج ۱ ص ۲۷۴
[۵] صفوۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۷۳ [۶] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲ [۷] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۲
[۸] تہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۱۲

نے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح ان کے بعد کے
لوگوں سے بھی۔

چنانچہ انھوں نے مختلف اساتذہ سے کسب فیض کیا اور ان کی بے شمار حدیثوں کے حافظ اور فقہ وفتاوی کے امین بن گئے۔ بالخصوص حدیث میں وہ مشہور تابعی شیخ ثابت البنانی اور حمید الطویل کی روایات کے خاص حامل تھے[1]

تلامذہ: زندگی کا بیشتر حصہ بصرہ میں گذرا اور وہیں انھوں نے درس وافادہ کی مجلس گرم کی۔ ان کے حلقہ درس سے بلاشبہ لاتعداد لوگوں نے فقہ وحدیث کی تحصیل کی مشہور اور ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

ابن جریج، شعبہ بن الحجاج، یہ دونوں حضرات عمر میں حماد سے بڑے تھے اور شعبہ تو امام وقت تھے۔ عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، امام ابوداؤد الطیالسی۔

حدیث کے تمام مجموعوں میں حضرت حماد بن سلمہ کی روایتیں موجود ہیں خصوصیت سے ابوداؤد الطیالسی نے جو ان کے تلمیذ رشید ہیں اپنی مسند میں کئی سو روایتیں ان کے واسطے سے نقل کی ہیں۔ ایک مشہور اور طویل روایت ملاحظہ ہو۔

امام ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن سلمہ قیس ابن الربیع اور ابوعوانہ تینوں صاحبان بواسطہ سماک بن حرب عن ابن المعمر الکنانی حضرت علی سے روایت کی ہے کہ

"جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ان کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ کچھ لوگوں نے شیر کو پھنسانے کے لئے ایک گڑھا کھودا اور جب شیر اس میں گرا تو اس کو دیکھنے کے لئے بڑا ہجوم ہوا۔ ہجوم میں دھکا کھا کر ایک شخص

---

[1] تہذیب الابن حجر ج ۳ ص ۱۲

گڑھے میں گرا اور گرتے وقت اس نے دوسرے شخص کا سہارا لینے کی کوشش کی ۔ چنانچہ وہ جھٹکا کھا کر گرا چاہتا تھا کہ اس نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرے نے چوتھے کو۔ اس طرح چاروں گر پڑے اور شیر نے ان سب کو پھاڑ ڈالا اور وہ مر گئے۔ یہ اشخاص جن جن قبائل کے تھے ان میں خون بہا کے لئے شدید اختلاف ہوا اور جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ حضرت علی کو اطلاع ملی تو وہ موقع پر پہنچے اور سمجھایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ چار آدمیوں کی جگہ دو سو مزید آدمیوں کا خون بہہ جائے۔ اگر تم راضی ہو تو میں فیصلہ کر دوں۔ ورنہ پھر یہ معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرو۔ وہ لوگ آپ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے گڑھا کھودا ہے وہ دیت ادا کریں۔ اور دیت اس طرح تقسیم ہوگی کہ پہلے شخص کے ورثہ کو $\frac{1}{4}$ دیت دوسرے کے ورثا کو $\frac{1}{3}$ سے تیسرے کے ورثا کو $\frac{1}{2}$ اور چوتھے کو پوری دیت۔ چنانچہ بعض لوگ تو اس فیصلہ پر راضی ہو گئے اور بعض راضی نہیں ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قضیہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کا فیصلہ کروں گا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے کہہ دیا کہ حضرت علی اس بارے میں یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا " القضاء کما قضی علی " یعنی حضرت علی نے جو فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔

یہ تو حماد کا بیان ہے۔ اور قیس جو دوسرے راوی ہیں کہتے ہیں کہ

قاضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء علی۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے فیصلہ کو نافذ فرمایا۔

اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کے راوی محض حماد بن سلمہ ہیں۔ وہ حدیث کے بیان کرنے میں غایت درجہ محتاط تھے۔ اسی احتیاط کا یہ نتیجہ تھا کہ انھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ حدیث نبوی کی روایت بالکل ترک کر دیں۔ مگر ان کے استاذ ایوب سختیانی نے عالم رؤیا میں انہیں تحدیث کا

حکم دیا. تو وہ اپنے ارادہ سے باز رہے. چنانچہ حافظ ذہبی خود حماد بن سلمہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

ماکان من نیتی آن احدث حتی قال لی ایوب فی النوم حدث [1]	حدیث بیان کرنے کا میرا ارادہ نہیں تھا حتی کہ ابو ایوب نے مجھے خواب میں تحدیث کا حکم دیا

ابن المدینی کا بیان ہے کہ یحیی بن ضریس کے پاس دس ہزار ایسی حدیثیں تھیں. جو حماد بن سلمہ سے مروی ہیں [2]

ذریعۂ معاش | امام وقت ہوتے ہوئے وہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے مگر یہ سب کچھ محض رزق کفاف کے لیے تھا چنانچہ سوار بن عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ:

کنت آتی حماد بن سلمہ فی سوقہ فاذا ربح فی ثوب حبۃ او حبتین شد جونہ و قام [3]	میں بازار میں حماد بن سلمہ کی دوکان پر آیا کرتا تھا جب کسی کپڑے میں ایک دو حبہ فائدہ ہو گیا وہ فوراً دوکان اٹھا دیتے تھے

یعنی جہاں سد رمق کا انتظام ہوا. کاروبار بند کر دیا۔

ہم عصر علماء کی رائے | حفظ و ثقاہت میں حماد بن سلمہ کم از کم اپنے معاصرین میں مفقود النظیر تھے مگر آخر عمر میں سوء حفظ کی شکایت پیدا ہو گئی تھی. اس لیے بعض محدثین نے ان کی روایتوں پر جرح کی ہے. امام بخاری نے ان سے روایت تو نہیں کی ہے. مگر ان سے استشہاد کیا ہے جس سے حماد بن سلمہ کی ثقاہت کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ امام مسلمؒ نے ان سے متعدد روایتیں کی ہیں۔

امام بیہقی رقمطراز ہیں:

هو احد ائمۃ المسلمین الا انہ لما کبر	وہ مسلمانوں کے ایک امام ہیں مگر بڑھاپے میں

---

[1] تذکرۃ الذہبی ج ۱ ص ۱۸۳ [2] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲

[3] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲

ساء حفظه فلذا تركه البخاري وأما مسلم فاجتهد وأخرج من حديثه عن ثابت ما سمع منه قبل تغيره۔[1]

ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اس لیے امام بخاری نے ان سے روایتیں نہیں کی ہیں۔ مگر امام مسلم نے اجتہاد کیا اور سوء حفظ سے پہلے کی جو ان کی روایتیں ثابت البنانی کے واسطے سے ہیں ان کو انھوں نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔

کچھ تو سوء حفظ کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کی کتابوں میں کچھ لوگوں نے الحاق کر دیا تھا انکی روایتیں بعض محدثین کی نظر میں مشتبہ ہو گئی تھیں سوء حفظ کے بارے میں امام بیہقی کی رائے اوپر گزر چکی الحاق کے بارے میں امام عبدالرحمن بن مہدی کا بیان ہے کہ

وكانوا يقولون انها دست في كتبه

لوگوں کا خیال ہے کہ حماد بن سلمہ کی کتابوں میں الحاق کیا گیا ہے۔

ان کا ایک ربیب ابن ابی العوجار نامی تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

فكان يدس في كتبه

ان کتابوں میں کچھ رد و بدل کیا کرتا تھا۔

تاہم ائمہ حدیث نے حماد بن سلمہ کے فضل و کمال کا کھلے الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جس شخص کو حماد بن سلمہ کی برائی کرتے دیکھو اس کے اسلام کو مشتبہ سمجھو[2]۔ حافظ ابن حجر نے قریب قریب یہی قول ابن عدی کا بھی نقل کیا ہے[3]

علاوہ ازیں ابن عدی، عجلی اور نسائی وغیرہ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ ابن عدی کے الفاظ ملاحظہ ہوں،

وحماد من اجلة المسلمين وهو مفتي

اور حماد بن سلمہ اجلہ مسلمین میں تھے۔ بصرہ

---

[1] تہذیب لابن حجر ج ٣ ص ١٤ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ١ ص ١٨٣

[3] تہذیب لابن حجر ٣ ص ١٥

البصرہ وقد حدث عنه من ھو اکبر منه سنا وله احادیث کثیرۃ و اصناف کثیرۃ و مشائخ[1]

کے مفتی تھے۔ ان سے ان کے سن رسیدہ لوگوں نے روائتیں کی ہیں۔ ان سے بکثرت اور مختلف النوع حدیثیں مروی ہیں۔ اور ان کے مشائخ بھی لائق ذکر ہیں۔

زہد و عبادت | علم و فضل کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کا سا زہد و اتقا اور عبادت و ریاضت زمرۂ تابعین اور اتباع تابعین کی ایک عام خصوصیت تھی۔ چنانچہ حماد بن سلمہ بھی ان صفات ملکوتی کے اعتبار سے اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھے۔ شہاب بن معمر کہتے تھے کہ حماد اپنے وقت کے ابدال تھے۔ ایک دوسرے معاصر عفان کا بیان ہے کہ:

قد رأیت من ھو أعبد من حماد بن سلمہ ولکن ما رأیت أشد مواظبۃ علی الخیر وقرأۃ القرآن والعمل للہ من حماد بن سلمہ

حماد بن سلمہ سے زیادہ عبادت کرنے والوں کو دیکھا ہے مگر ان سے زیادہ تسلسل اور یکسوئی کے ساتھ بھلائی کرنے والا، تلاوت قرآن کرنے والا حماد بن سلمہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام عبدالرحمن بن مہدی جن کا زہد و اتقا ضرب المثل ہے۔ بیان فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کے عمل کا یہ حال تھا کہ اگر ان سے یہ کہا جائے کہ کل آپ کو موت آجائے گی تو اس سے زیادہ عمل کی ان کے لیے گنجائش نہیں ہوگی۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ:

"ان کا شمار مجاب الدعوات عابدین میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے زمانہ کے اقران میں فضل و کمال، دین و عبادت میں ممتاز تھے۔ سنت کے سخت پابند اور اہل بدعت کے اثرات کو ختم کرنے میں انتہائی کوشاں تھے"[3]

---

[1] تہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۱۵ [2] تہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۱۲ [3] صفوۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۶۳

خود فرمایا کرتے تھے کہ جو حدیث نبوی کو غیر اللہ کے لیے (یعنی عزت و وجاہت کے حصول کے لیے) حاصل کرتا ہے۔ وہ خدا سے فریب کرتا ہے[1]

وقت کی قدر| ایک بار موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے شاگردوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں کہوں کہ میں نے حماد بن سلمہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تو میں یہ سچ کہوں گا۔ وہ ہر وقت اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ یا تلاوت قرآن کرتے یا تسبیحات پڑھتے رہتے تھے۔ یا پھر نماز میں مشغول رہتے۔ انھوں نے پورے دن کو انہی کاموں کے لیے تقسیم کر رکھا تھا[2]

خدائے عز و جل کے یہاں ان کے اعمال صالحہ کی مقبولیت ہی کی یہ علامت تھی کہ ان کا انتقال مسجد میں بحالت نماز ہوا۔ یونس بن محمد کا بیان ہے کہ:

مات حماد بن سلمہ فی المسجد وھو یصلی[3] حماد بن سلمہ کی وفات مسجد میں بحالت نماز ہوئی۔

استغنا، اظہار حق اور امراء کی صحبت سے گریز| حماد بن سلمہ کی زندگی کا ہر باب ہی بڑا تابناک ہے۔ زہد و عبادت دنیا اور اہل دنیا سے استغنا اور امراء کی صحبت سے گریز زمرۂ تبع تابعین کی ایک عمومی خصوصیت تھی۔ حماد بن سلمہ اس خصوصیت و امتیاز میں بھی نہ صرف ان کے شریک و سہیم تھے بلکہ ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں محدث ابن جوزی نے ان کا ایک واقعہ بہت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے جس سے حماد بن سلمہ کے زہد و اتقا اور خشیت الٰہی کا پورا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ذیل میں اس واقعہ کی تلخیص درج کی جاتی ہے۔

مقاتل بن صالح الخراسانی کا بیان ہے کہ میں حماد بن سلمہ کے پاس گیا تو ان کے گھر میں ایک چٹائی کے سوا کچھ نہ پایا۔ وہ اسی پر بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ ایک چمڑے کا توبڑا جس میں ان کا سارا علم (یعنی روایات حدیث نبوی) بند تھا۔ ایک وضو کا برتن تھا جس سے وضو کرتے تھے۔ ان کا بیان

---

[1] تذکرہ ج ۱ ص ۱۸۳ [2] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲ و صفوۃ ج ۳ ص ۲۷۴ [3] ایضاً

ہے وہ ایک دن موجود تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ دیکھ بیٹی کون ہے، وہ واپس آکر بولی کہ محمد بن سلیمان کا قاصد (غالباً یہ بصرہ کا امیر تھا) فرمایا کہ جاؤ کہہ دو کہ وہ تنہا میرے پاس آئے۔ وہ قاصد آیا اور اس نے ایک خط پیش کیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد بن سلیمان کی طرف سے حماد بن سلمہ کے نام۔ اما بعد۔ خدا آپ کو اسی طرح سلامت رکھے جس طرح اس نے اپنے اولیاء اور اطاعت گذاروں کو سلامت رکھا ہے۔ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ اگر آپ تشریف لائیں تو اس کے بارے میں آپ سے استفادہ کرتا۔ والسلام"

یہ خط ملا تو آپ نے پڑھ کر لونڈی سے کہا کہ قلم دوات لاؤ اور اس کی پشت پر یہ جواب لکھ دو۔

"اما بعد! آپ کو بھی خدا اسی طرح سلامت رکھے جس طرح اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کو سلامتی عطا کرتا ہے۔ میں نے بہت سے ایسے علماء کی صحبت اختیار کی جو کسی کے پاس جایا نہیں کرتے تھے (اس لیے میں بھی معذور ہوں۔ اگر آپ کو کوئی مسئلہ سمجھنا ہے تو آپ خود تشریف لے آئیں اور جو دریافت کرنا چاہیں دریافت کریں۔ اور ہاں اگر آنے کا ارادہ ہو تو تنہا تشریف لائیے گا آپ کے ہمراہ خدم وحشم نہ ہوں ورنہ میں آپ کے ساتھ اور اپنے ساتھ خیر خواہی نہ کرسکوں گا۔ والسلام"

قاصد یہ جواب لے کر واپس چلا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لونڈی کو حکم دیا کہ دیکھو کون ہے۔ اس نے آکر کہا کہ محمد بن سلیمان! فرمایا کہہ دو کہ آجائیں۔ مگر تنہا آئیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد بولا کہ کیا وجہ ہے کہ جب بھی میں آپ کے سامنے ہوتا ہوں میرے اوپر خوف و دہشت طاری ہوجاتا ہے۔

حماد بن سلمہ نے ثابت البنانی کے واسطے سے حضرت انس کی زبانی یہ حدیث بیان کی کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عالم اپنے علم دین کے ذریعہ خدا کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرنے لگتی ہے۔ اور جب وہ اس سے دنیا کے خزانے چاہتا ہے تو وہ ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے۔"

محمد بن سلیمان نے پوری توجہ کے ساتھ یہ باتیں سنیں اور پھر کہا کہ یہ چالیس ہزار درہم حاضر خدمت ہیں انہیں اپنی ضروریات میں صرف فرمائیں۔ حماد بن سلمہ نے کمال استغنا سے فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور جن لوگوں پر ظلم کر کے انہیں حاصل کیا ہے ان کو دے ڈالو۔ وہ بولا کہ بخدا میں یہ اپنے خاندانی ورثہ سے دے رہا ہوں۔ فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، مجھے معاف کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ تم اس رقم کو تقسیم کر دو۔ وہ بولا کہ میری تقسیم میں اگر کسی مستحق کو نہ ملا تو وہ ناانصافی کی شکایت کرے گا۔ آپ نے اس سے پھر یہی فرمایا کہ مجھے معاف کرو[1]

اس طویل واقعہ سے حماد بن سلمہ کی زندگی کی کتنی درخشاں اور تابناک تصویر نگاہوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

وفات | ۱۶۷ھ میں بمقام بصرہ ان کی وفات ہوئی[2] اور وہیں مدفون ہوئے۔ حافظ ابن حجر نے ابن حبان کی روایت نقل کی ہے کہ حماد بن سلمہ کا انتقال ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا۔[3] عمر اسی سال کے قریب پائی[4]

اولاد | حماد بن سلمہ نے متعدد شادیاں کیں۔ مگر کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شہاب بن معمر کہتے ہیں کہ حماد کے ابدال ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ انھوں نے ستر شادیاں کیں

---

[1] صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی ج ۳ ص ۲۷۴ [2] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲ [3] تہذیب ابن حجر ج ۳ ص ۱۳ [4] تذکرہ ذہبی ج ۱ ص ۱۸۳

لیکن کسی سے اولاد نہ ہوئی[1]

تصنیفات: اوپر ذکر آچکا ہے کہ حماد بن سلمہ کا شمار تبع تابعین کے اس زمرہ میں ہوتا ہے جنھوں نے تالیف وتصنیف کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کی تصنیفات کی پوری تفصیلات نہیں ملتیں صاحب شذرات الذہب نے صرف اتنا لکھا ہے کہ

لہ تصانیف فی الحدیث[2] — حدیث میں ان کی تصانیف ہیں۔

ان کے ممتاز شاگرد ابوداؤد الطیالسی کہتے تھے کہ حماد بن سلمہ کے پاس قیس کی کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب نہ تھی۔ اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں۔

یعنی کان یحفظ علمہ[3] — یعنی وہ قیس کے علم کے حافظ تھے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ قیس کی روایتوں سے انھوں نے جو مجموعہ تیار کیا تھا۔ وہ ضائع ہوگیا۔ تو وہ اپنے حافظہ سے روایت کرنے لگے[3]

اس تفصیل سے بہرحال اتنی بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ حماد بن سلمہ نے جمع وتدوین کا کچھ نہ کچھ کام کیا تھا لیکن مکمل تفصیلات متداول تذکروں میں نہیں ملتیں۔

40352......
20-2-1975

۱ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۲ ۲ شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲

۳ تہذیب ابن حجر ج ۳ ص ۱۵

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط

خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ کے وہ تمام خطوط مع اصل و ترجمہ یکجا کیے گئے ہیں جو خلیفۂ اول نے اپنی خلافت کے پرآشوب اور ہنگامہ خیز دور میں حاکموں گورنروں اور قاضیوں کے نام تحریر فرمائے ہیں ان مکتوبات اور خطوط کے مطالعہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کی لاثانی انتظامی خصوصیات اور طریق کار سامنے آجاتا ہے۔

قیمت مجلد سات روپے